نماز جمعہ کی فرضیت

نمازِ جمعہ فرض عین ہے:

سوال: کیا جمعہ کی نماز فرض ہے؟ بعض حضرات اسے واجب بھی کہتے ہیں؟ (محمد اعجاز احمد، ایرہ گڈا)

الجواب

محقق علما کی رائے یہی ہے کہ جمعہ مستقل فرض عین ہے اور چوں کہ قرآن مجید اور حدیث متواتر سے اس کا ثبوت ہے؛ اس لیے جمعہ کا انکار کفر ہے۔

"الجمعة (هي فرض) عين (يكفر جاحدها) لثبوتها بالدليل القطعي". (۱)

ویسے واضح ہو کہ فرض اور واجب میں عملی لزوم کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں، جیسے فرض کا ادا کرنا لازم وضروری ہے، اسی طرح واجب کا ادا کرنا بھی واجب وضروری ہے، فرق صرف دو باتوں میں ہے: ایک تو ذریعۂ ثبوت میں اور دوسرے یہ کہ اس کے انکار کا کیا حکم ہے؟ فرض کا ثبوت یقینی دلیل سے ہوتا ہے اور اس کا انکار کفر ہے اور واجب کا ثبوت نسبتاً کم درجہ کی دلیل سے ہوتا ہے اور اس کا انکار کفر نہیں، البتہ فسق ہے، ورنہ عملی اعتبار سے دونوں ہی کا کرنا ضروری ہے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۶۹/۳)

فرضیت جمعہ:

(از تتمہ)

ھو الموفق اس امر میں اتفاق ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظّمہ میں ہجرت سے پہلے جمعہ ادا کرنے کی نوبت نہیں آئی اور اس میں بھی اتفاق ہے کہ اسلام میں پہلا جمعہ جو ادا کیا گیا، وہ ہجرت نبویہ کے بعد مدینہ منورہ میں ادا کیا گیا، اختلاف اس میں ہے کہ جمعہ کی فرضیت کہاں ہوئی؟ آیا مکہ معظّمہ میں، یا ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں؟

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "فرضیت جمعہ کے وقت کے بارے میں اختلاف ہے، اکثر علماء کا خیال یہ ہے کہ مدینہ میں آیت ﴿إذا نودی للصلاة من یوم الجمعة﴾ کے نزول سے ہوئی"، چناں چہ فتح الباری میں تحریر فرماتے ہیں:

واختلف فی وقت فرضيتها، فالأكثر علٰى أنها فرضت بالمدينة، وهو مقتضٰى ما تقدم أن

(۱) الدر المختار علٰى هامش رد المحتار، باب الجمعة: ۱۳۶/۳، دار الفكر بيروت، انيس

فرضيتها بالآية المذكورة وهى مدنية،انتهى.(۱)

اوراس عبارت سے کچھ پہلے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا ہے:

واستدلال البخارى بهذه الآية على فرضية الجمعة سبقه إليه الشافعى فى الأم وكذا حديث أبى هريرة رضى الله عنه ثم قال فالتنزيل ثم السنة يدلان علىٰ ايجابها.(۲)

اور علما کی ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ جمعہ کی فرضیت ہجرت سے قبل مکہ معظّمہ میں نازل ہوئی، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے شیخ ابو حامد رحمہ اللہ سے نقل فرمایا ہے:

وقال الشيخ أبو حامد: فرضت بمكة وهو غريب.(۳)

اور حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے اتقان میں اور شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح منہاج میں اسی قول کو ترجیح دی ہے۔(كذا فى آثار السنن)

اور قاضی شوکانیؒ نیل الاوطار میں فرماتے ہیں:

وذلک أن الجمعة فرضت على النبى صلى الله عليه وسلم و هوبمكة قبل الهجرة كما أخرجه الطبرانى عن ابن عباس فلم يتمكن من اقامتها هنالک من أجل الكفار فلماهاجرمن هاجر من أصحابه الى المدينة كتب اليهم يأمرهم أن يجمعوا فجمعوا،انتهىٰ.(نيل الأوطار)(۴)

اور علامہ شہاب الدین قلیوبی شافعی رحمہ اللہ حاشیہ شرح منہاج الطالبین میں لکھتے ہیں:

(قوله:وفرضت بمكة) ونقل عن الحافظ ابن حجر أنها فرضت بالمدينة.أقول:ويمكن حمله علىٰ أنها فرضت عليه صلى الله عليه وسلم و علىٰ أصحابه بالمدينة بمعنى أنه استقر وجوبها عليهم لزوال العذر الذى كان قائماً بهم.و الحاصل أنه طلب فعلها بمكة،لكن عالم يتفق لهم فعلها للعذرلم يوجد رط الوجوب ووجد بالمدينة فكأنهم لم يخاطبوا بها الا فيها.(۵)

قاضی شوکانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جس روایت کو طبرانی کی طرف منسوب کیا ہے۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری والتلخیص الحبیر میں اس روایت کو دارقطنی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے، ہم تلخیص سے اس کو نقل کرتے ہیں:

---

(۱) فتح البارى،باب فرض الجمعة لقوله تعالىٰ:إذا نودى للصلاة: ۲/۶۵۲،مكتبة دار السلام الرياض،انيس

(۲) فتح البارى،كتاب الصلاة،باب فرض الجمعة: ۲/۶۵۴،مكتبة دار السلام الرياض،انيس

(۳) فتح البارى،كتاب الصلاة،باب فرض الجمعة: ۲/۶۵۴،مكتبة دارالسلام،انيس

(۴) نيل الأوطار،باب انعقاد الجمعة بأربعين: ۳/۲۸۳،انيس

() حاشية شرح المنهاج،باب صلاة الجمعة: ۲/۲۸۳، دارالكتب العلمية،بيروت،انيس

وأول من اقامها بالمدينة قبل الهجرةأسعد بن زرارة بقرية علىٰ ميل من المدينة.(نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج،باب الجمعة: ۲/۲۸۴،دار الكتب العلمية،بيروت،انيس)

روی الدار قطنی من طریق المغیرة بن عبدالرحمن عن مالک عن الزهری عن عبید اللّٰه عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قال: أذن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم الجمعة قبل أن یهاجر ولم یستطع أن یجمع بمکة فکتب الیٰ مصعب بن عمیر ... أما بعد فانظر الیوم الذی تجهر الیهود بالزبور فاجمعوا نساء کم وأبناء کم فاذا مال النهار عن شطره عند الزوال من یوم الجمعة فتقربوا الی اللّٰه برکعتین قال فهو أول من جمع حتیٰ قدم النبی صلی اللّٰه علیه وسلم المدینة فجمع عند الزوال من الظهر و أظهر ذلک، انتهیٰ. (التلخیص)(۱)

اسی طرح جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے درمنثور میں اس حدیث کو بحوالہ دارقطنی نقل کیا ہے۔ درمنثور کی روایت میں بجائے لفظ ''عندالزوال'' کے ''بعدالزوال'' ہے اور باقی تمام الفاظ یکساں ہیں، اس حدیث میں لفظ ''اذن'' بمعنی اذن واجازت کے نہیں ہے؛ بلکہ بمعنی علم ومعرفت کے ہے اور صیغۂ معروف ہے، مجہول نہیں ہے۔ جن لوگوں نے اس لفظ کو اذن بمعنی اجازت سے لے کر اور صیغۂ مجہول قرار دے کر اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں جمعہ کی اجازت دی گئی، یہ ترجمہ حدیث کے سیاق وسباق اور واقعات کے موافق نہیں ہے؛ بلکہ حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کو مکہ ہی میں ہجرت سے پہلے جان پہچان لیا تھا، (یعنی یہ کہ جمعہ وہ دن ہے، جس میں ہم کو مجتمع ہو کر عبادت کرنے کا حکم ہے، یا جو ہمارے لیے خدا تعالیٰ نے فرض کیا ہے)؛ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس علم کے مکہ معظّمہ میں جمعہ ادا نہ کر سکے تو آپ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو خط بھیجا (مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں لوگوں کی تعلیم کے لیے پہلے بھیج دیا تھا) کہ دیکھو اس دن کا خیال رکھو، جس دن یہود زبور کو پکار پکار کر پڑھتے ہیں، تم اپنی عورتوں اور بچوں کو جمع کرو اور جب جمعہ کے دن زوال ہو جائے تو خدا کے لیے دو رکعتیں تقرباً ادا کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ پس مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں، جنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں آنے سے پہلے جمعہ ادا کیا ہے، یہ جمعہ انہوں نے زوال کے بعد ظہر کے وقت میں پڑھا اور کھلم کھلا پڑھا، انتہی۔ لفظ اذن کا ترجمہ ہم نے ''علم معرفت'' کیا ہے، یہی حافظ ابن حجرؒ کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے۔ انہوں نے فتح الباری میں فرمایا ہے:

''ولایمنع ذلک أن یکون النبی صلی اللّٰه علیه وسلم علمه بالوحی وهو بمکة فلم یتمکن من اقامتها ثم فقد ورد فیه حدیث ابن عباس رضی اللّٰه عنهما عند الدارقطنی ولذلک جمع بهم أول ما قدم المدینة، کماحکاه ابن اسحق وغیره'' انتهیٰ. (۲)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے اذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ ''علم النبی صلی اللّٰه علیه وسلم'' کیا ہے اور یہی راجح اور اوفق باللغۃ وبالواقعات ہے۔

(۱) التلخیص الحبیر، کتاب الجمعة: ۱۳۹/۲، دار الکتب العلمیة بیروت، انیس

(۲) فتح الباری، باب فرض الجمعة لقوله تعالیٰ: إذا نودی للصلاة: ۴۵۸/۲، دار السلام الریاض، انیس

اس کے بعد جان پہچان لینے سے مراد اس کی فرضیت جان لینا ہے، یا اور کچھ؟ اس کے لیے یہ روایت کافی ہے:

عن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: نحن الآخرون ونحن السابقون يوم القيامة بعد أن كل أمة أوتيت الكتاب من قبلنا وأوتينا من بعدهم، ثم هٰذا اليوم الذی كتبه اللّٰه علينا هدانا اللّٰه له فالناس لنا فيه تبع اليهود غداً والنصاریٰ بعد غداً. (۱)

(یعنی حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں آنے کے لحاظ سے تو پچھلے ہیں؛ مگر قیامت میں ثواب کے لحاظ سے مقدم ہوں گے۔ ہاں! ہر امت کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں سب کے بعد عنایت ہوئی، پھر یہ (جمعہ کا) دن وہ ہے، جو خدا نے ہمارے اوپر فرض کیا اور ہم کو اس کی ہدایت فرما دی ہے۔)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی حدیث کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے:

"ثم هٰذا يومهم الذی فرض عليهم فاختلفوا فيه فهدانا اللّٰه له" انتهٰی. (۲)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وفی الحديث دليل علی فرضية الجمعة كما قال النووی لقوله فرض عليهم فهدانا اللّٰه له، فإن التقدير فرض عليهم وعلينا فضلوا وهدينا. (۳)

خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو بخاری ومسلم کی حدیث ہے یہ ثابت ہو گیا کہ جمعہ کی مخصوص عبادت یہود ونصاریٰ پر بھی فرض تھی اور ہم پر بھی؛ مگر جمعہ کا نام لے کر ان کو بتلایا نہ گیا تھا، (وہذا علی القول الراجح) تعیین ان کے اجتہاد پر چھوڑ دی گئی تھی۔ یہود نے اپنے اجتہاد سے یوم السبت کو اور نصاریٰ نے اپنے اجتہاد سے یوم الاحد کو اختیار کیا اور اصل دن؛ یعنی یوم جمعہ سے جو مقصود تھا، بھٹک کر اس کی فضیلت سے محروم رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس یوم مقصود کی ہدایت فرما دی، ہم نے اس کو معلوم کر لیا اور اس کے فضل وثواب سے متمتع ہو گئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ یہی یوم جمعہ وہ دن ہے، جس کے اندر اجتماعی عبادت امم سابقہ پر بھی فرض کی گئی تھی؛ یعنی حضرت حق تعالیٰ کی جانب سے فرضیت کا حکم اسی دن کے لیے مقصود تھا اور یہی دن امت محمدیہ کے لیے بھی متعین تھا؛ یعنی جمعہ کی فرضیت علم خداوندی میں پہلے ہی سے تھی؛ مگر حق تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کے امتحان وابتلا کے لیے اور امت محمدیہ کی تکریم کے واسطے امم سابقہ کو تعیین سے مطلع نہ فرمایا؛ بلکہ ان کے اجتہاد پر چھوڑ دیا اور وہ اجتہاد میں غلطی کر کے محروم رہ گئے اور امت محمدیہ کو اس کی تعیین کی ہدایت فرما دی۔ حدیث کے لفظ "فهدانا اللّٰه له" میں "هدی" افاعل اللہ تعالیٰ ہی ہے اور لفظ نا ضمیر جمع متکلم میں امت محمدیہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب داخل ہیں اور اس جملے کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے ہم کو اس دن کی تعیین کی ہدایت کر دی، جو ہمارے لیے فرض کیا گیا تھا۔

---

(۱) الصحيح لمسلم، فصل فی فضيلة يوم الجمعة علی باقی الأيام: ۲۸۲/۱، قديمی، انيس

(۲) صحيح البخاری، كتاب الجمعة، باب فرض الجمعة: ۱۲۰/۱، قديمی، انيس

(۳) فتح الباری، قوله باب فرض الجمعة لقوله تعالیٰ: اذا نودی للصلاة: ۴۵/۲، دار السلام الرياض، انيس

اب ہدایت کی صورت کیا ہوئی؟ آیا یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے اجتہاد سے اسے معلوم کرلیا، یا حضرت حق تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے بتادیا؟ ھدانا اللّٰہ دونوں معنی کو محتمل ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قوله: فهدانا اللّٰه له يحتمل أن يراد بأن نص لنا عليه، وأن يراد الهداية اليه بالاجتهاد. (۱)

یعنی ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ہدایت سے یہ ہو کہ خدا تعالیٰ نے اس دن کی تصریح کر کے بتادیا کہ جمعہ کی عبادت تم پر فرض ہے اور ممکن ہے کہ ہدایت سے مطلب یہ ہو کہ صحابۂ کرام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کو تعیین جمعہ تک پہنچادیا ہو۔

اس احتمال کی تائید میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یہ روایتیں ذکر فرمائی ہیں:

"روى عبدالرزاق باسناد صحيح عن محمد بن سيرين قال جمع أهل المدينة قبل أن يقدمها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وقبل أن تنزل الجمعة فقالت الأنصار أن لليهود يوماً يجتمعون فيه كل سبعة أيام وللنصارىٰ كذلك فهلم فلنجعل يوماً نجتمع فيه فنذكر اللّٰه تعالىٰ ونصلى ونشكره فجعلوه يوم العروبة واجتمعوا الىٰ أسعد بن زراره فصلىٰ بهم يومئذٍ وأنزل اللّٰه تعالىٰ بعد ذلك ﴿اذا نودى للصلاة من يوم الجمعة﴾" (الآية) (فتح البارى) (۲)

اس کے بعد اسی کی تائید میں ایک دوسری روایت ذکر فرمائی اور اس کو حسن فرمایا ہے، وہ یہ ہے:

"أخرج أحمدؒ وأبوداؤد وابن ماجة صححه ابن خزيمة وغيرواحد من حديث كعب بن مالك قال: كان أول من صلى بنا الجمعة قبل مقدم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم المدينة اسعد بن زرارة. (الحديث) (فتح البارى) (۳) (مسودہ ناتمام حضرت مفتی اعظمؒ)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۳/۱۹۶-۲۰۱) ☆

(۱-۳)　فتح البارى، باب فرض الجمعة لقوله تعالىٰ: اذا نودى للصلاة: ۲/۴۵۸، دار السلام، رياض، انيس

☆　**جمعہ کی شرعی حیثیت:**

جمعہ کی نماز فرض عین ہے۔ (الفتاوىٰ الهندية، باب الجمعة: ۱/۱۴۴)

۱- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يأيها الذين امنوا إذا نودى للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا إلىٰ اللّٰه وذروا البيع ذٰلكم خيرلكم إن كنتم تعلمون﴾ (سورة الجمعة: ۹) (اے ایمان والو! جب جمعہ کی اذان دی جائے جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے کے لیے بہتر ہے، اگر تم کو علم ہو۔)

۲- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(الف) عن جابر بن عبد اللّٰه عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من ترك الجمعة ثلٰث مرار من غير عذرٍ طبع اللّٰه علىٰ قلبه. (مسند أحمد: ۲۲/۴۲۲، انيس) (جس نے بغیر ضرورت تین جمعہ چھوڑ دیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے دل پر مہر لگادیا۔) ==

نماز جمعہ چھوڑنے سے متعلق حدیث:

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ پانچ مرتبہ نمازِ جمعہ قضا ہوجائے تو وہ مسلمان نہیں رہتا؟ (حیدر علی جواد، دیگلور)

الجواب

غالبًا یہ بات روایت میں نہیں آئی ہے، البتہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"عن أبی قتادة أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: من ترک الجمعة ثلاث مرات من غیر ضرورة طبع علی قلبه". (۱)

(جس نے تین دفعہ بلا ضرورت جمعہ چھوڑ دیا، اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔)

دل پر مہر لگ جانے سے مراد یہ ہے کہ اس سے خیر کی توفیق سلب ہوجاتی ہے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۳/۶۷-۶۸)

== (ب) عن عبد اللّٰه أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال لقومٍ یتخلفون عن الجمعة: لقد هممت أن آمر رجلاً یصلی بالناس ثم أحرق علی رجال یتخلفون عن الجمعة بیوتهم رواه مسلم" (الصحیح لمسلم، باب فضل صلاة الجماعة: ۲۳۲/۱، قدیمی، انیس) (اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کرلیا کہ کسی کو حکم دوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر میں جو لوگ جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں، ان پر ان کے گھروں کو جلا دوں۔)

(ج) عن جابر أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: من کان یؤمن باللّٰه والیوم الآخر فعلیه الجمعة یوم الجمعة إلا مریض أو مسافر أو امرأة أو صبی أو مملوک فمن استغنیٰ بلهو أو تجارة استغنیٰ اللّٰه عنه واللّٰه غنی حمید. (سنن الدارقطنی، باب من تجب علیه الجمعة: ۳/۲، انیس) (جس کا ایمان اللہ اور آخرت پر ہے، اس پر جمعہ کے دن جمعہ فرض ہے، سوائے بیمار، مسافر، عورت، بچہ یا غلام کے، پس جو لہو ولعب، یا تجارت کی وجہ سے بے پروائی کرے، اللہ کو اس شخص کی کوئی پرواہ نہیں ہے اور اللہ تو بے نیاز وسراپا حمد وثنا والے ہیں ہی (کوئی نام لے، یا نہ لے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، ایسا شخص خود ہی بدنصیب وبدانجام ہے۔)

۳۔(الف) ان تصریحات کی بنا پر اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے اور آیتِ جمعہ نازل ہونے سے پہلے مدینہ والوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ یہودیوں کا ایک دن مقرر ہے، جن میں وہ ہر سات دنوں پر جمعہ ہوتے ہیں اور نصاریٰ بھی کرتے ہیں تو ہمیں بھی ایک دن مقرر کرنا چاہیے، جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد کریں، نماز پڑھیں، اس کا شکر ادا کریں، اس کام کے لیے انہوں نے عروبہ کا دن مقرر کیا، سب لوگ سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے، انہوں نے ان لوگوں کو اس دن دو رکعت نماز پڑھائی اور نصیحت کی، پس لوگوں نے اس دن کا نام یوم جمعہ رکھا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آیت بالا: ﴿إذا نودی للصلوٰة یوم الجمعة﴾ (الآیة) نازل فرمائی، پھر جب اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو بنی سالم بن عوف کے محلّہ میں جمعہ ادا کی گئی اور آپ نے وادی کی مسجد میں اس کو ادا کیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ کے اندر یہ پہلا جمعہ ہے۔ (مرقاة المفاتیح: ۲۳۰/۳) (طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل: ص ۴۶۵-۴۶۷)

(۱) مجمع الزوائد، باب فیمن ترک الجمعة: ۴۲۰/۲، انیس

امام ترمذیؒ اور ابوداؤدؒ نے بھی اسی مفہوم کی ایک حدیث اپنی جامع میں ذکر کی ہیں:

محمد بن عمرو قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من ترک الجمعة ثلاث مرات تهاونًا بها طبع اللّٰه علیٰ قلبه" (الجامع للترمذي، باب ماجاء فی ترک الجمعة من غیر عذر: ۱۱۲/۱، رقم الحدیث: ۵۰۰، قدیمی، انیس / نیز دیکھئے: سنن أبي داؤد، رقم الحدیث: ۱۰۵۲، باب التشدید في ترک الجمعة)

بلا عذر تارک جمعہ کا حکم:

سوال: جس بستی میں جامع مسجد موجود ہو اور شرعاً وہاں جمعہ بھی ادا ہوتا ہو، ایسی جگہ بلا عذر ترک جمعہ کر کے ظہر ادا کرنے سے نماز ادا ہوگی، یا نہیں؟

حامدًا و مصليًا الجواب ــــــــــــ وبالله التوفيق

جن بستیوں میں جامع مسجد موجود ہوں اور شرعی طور پر بوجہ پائے جانے شرائط جمعہ کے جمعہ ادا ہو جاتا ہو، ایسی جگہ بلا عذر ترک جمعہ صریح فسق ہے۔ متواتر بلا عذر تین جمعہ چھوڑنے والے کو حدیث میں منافق فرمایا گیا ہے، جمعہ چھوڑ کر ادا کرنے سے ترک فریضہ جمعہ کا گناہ ہوگا۔(۱) واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اُتم واُحکم (مرغوب الفتاویٰ:۱۰۶/۳)

محض نفسانیت کی وجہ سے جمعہ کی جماعت سے گریز:

سوال: ایک عالم جو باجازت پیش امام صاحب کے جمعہ اور بشرط موجودگی پنج وقتی بھی پڑھایا کرتے تھے۔ اتفاقاً ایک جمعہ میں دیر کر کے آئے، جب تک پیش امام نے خطبہ شروع کر دیا تھا تو وہ دروازہ سے آواز پیش امام سن کر واپس چلے گئے تو کیا ایسے عالم کے پیچھے نماز درست ہے اور ایسے عالم کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے؟

الجواب ــــــــــــ وبالله التوفيق

صورت مسئولہ میں جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ عالم مذکور جامع مسجد کے دروازہ سے خطبہ کی آواز سننے کے باوجود کیوں واپس ہو گئے، اس کی کیا وجہ ہوئی؟ اس وقت تک ان پر کوئی حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے، ممکن ہے کہ کوئی شرعی وجہ ہو اور اس صورت میں ان پر کوئی الزام نہیں ہے۔ ہاں! اگر محض نفسانیت وتکبر کی بنا پر واپس گئے ہوں تو البتہ عند اللہ وہ مجرم اور گنہگار ہوں گے۔ بہر حال ان کے پیچھے نماز ناجائز نہیں ہوگی اور ان سے اس حرکت کی بنا پر رنجش اور فتنہ وفساد نہیں کرنا چاہیے؛ کیوں کہ مسلمانوں کے درمیان ایسے اختلاف کو فتنہ وفساد کا ذریعہ بنانا بدترین گناہ ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان، ۲۱/۴/۱۳۵۳ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۲۵۳-۲۵۴)

---

(۱) (هي فرض) ... آكد من الظهر" (الدر المختار) وفي ردالمحتار: "ومن صلى الظهر يوم الجمعة في منزله ولا عذر له كره وجازت صلاته ... قوله: (آكد من الظهر) أي لأنه وردفيها من التهديد ما لم يرد في الظهر من ذلك قوله صلى الله عليه وسلم". (من ترک الجمعة، ثلاث مرات من غير ضرورة طبع الله على قلبه) رواه أحمد و الحاكم وصححه. (ردالمحتار، باب الجمعة: ۱۳٦/۲، دار الفكر بيروت، انيس)

عن ابن عباس رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "من ترک الجمعة من غير ضرورة كتب منافقًا في كتاب لا يمحى ولا يبدل. وفي بعض الروايات "ثلاثًا" رواه الشافعي رحمه الله تعالى. (مشكاة، باب وجوبها (أي الجمعة) الفصل الثالث، ص: ۱۲۱)

"من ترک ثلاث جمعات من غير عذرٍ كتب من المنافقين"... وفي رواية: "من ترک الجمعة ثلاث جمع متواليات فقد نبذ الإسلام وراء ظهره". قال الهيثمي رجاله رجال الصحيح. (فيض القدير: ۱۳٤/٦، رقم الحديث: ۸۵۹۰)

(۲) وَلاَ تَنَازَعُوا فَتَفشَلُوا وَتَذهَبَ رِيحُكُم وَاصبِرُوا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (سوره انفال:٤٦)

اووَرٹائم کی خاطر جمعہ کی نماز چھوڑنا سخت گنا ہے:

سوال: گزارش یہ ہے کہ میں جس جگہ کام کرتا ہوں، اکثر جمعہ کے دن اوورٹائم لگتا ہے، کمپنی کی مسجد میں کوئی اِمام نہیں آتے، سب کمپنی کے آدمی کام کرتے ہیں، کوئی جمعہ کی نماز پڑھنے نہیں جاتا، سب کام ختم کرکے گھر جانے کی سوچتے ہیں، ایسے میں، میں جمعہ کی نماز باہر جاکر پڑھوں، یا اسے قضا پڑھوں؟

الجواب

وہاں جمعہ اگر نہیں ہوتا تو کسی اور جامع مسجد میں چلے جایا کیجئے، جمعہ چھوڑنا تو بہت بڑا گنا ہے، تین جمعے چھوڑ دینے سے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔

محمد بن عمرو قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من ترک الجمعة ثلاث مرات تهاونا بها طبع اللّٰہ علٰی قلبه. (۱)

محض معمولی لالچ کی خاطر اتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کرنا ضعفِ ایمان کی علامت اور بے عقلی بات ہے۔ کمپنی کے اربابِ حل وعقد کو چاہیے کہ جمعہ کی نماز کے لیے چھٹی کردیا کریں۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۱۱۰/۴-۱۱۱)

ترک جمعہ کا گناہ:

سوال: جو شخص مسلسل تین جمعہ میں نماز ادا نہیں کرتا، کیا اس کے گھر سے خیر و برکت اٹھالی جاتی ہے؟ کیوں کہ ایک صاحب جمعہ کو مسجد میں نماز ادا نہیں کرتے؛ بلکہ گھر میں ہی نماز ادا کرتے ہیں۔ (ایکس، وائی، زیڈ)

الجواب

بلا عذر جمعہ چھوڑ دینا بہت ہی گناہ اور محرومی کی بات ہے، مسند احمد میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من ترک الجمعة ثلاث مرات من غیر ضرورة طبع علٰی قلبه". (۲)

(جس نے تین دفعہ بلاضرورت جمعہ چھوڑ دیا، اس کے دل پر مہر لگادی جاتی ہے۔)

اور بعض روایتوں میں ہے کہ اس کا دل منافقوں کا سا ہوجاتا ہے۔ بیماری، شدید بارش، دشمن کا خوف اور بینائی سے محرومی ان اعذار میں سے ہے، جن کی وجہ سے فقہا نے ترکِ جمعہ کی اجازت دی ہے۔ (۳) اگر ان صاحب کو اس طرح کے اعذار نہ ہوں تو انہیں سمجھایئے کہ وہ ایسی ناشائستہ حرکت سے باز آئیں۔ (کتاب الفتاویٰ: ۶۸/۳-۶۹)

---

(۱) الجامع للترمذی، أبواب الجمعة، باب ماجاء فی ترک الجمعة م غیر عذرٍ: ۱/قدیمی، انیس

(۲) مجمع الزوائد، باب فیمن جاء من ترک الجمعة: ۴۲۰/۲، انیس (نیز دیکھئے: سنن أبي داؤد، رقم الحدیث: ۱۰۵۲)

(۳) الدر المختار: ۲۴/۲-۲۸